اپریل تا جون ۲۰۲۲ء قیمت :-/10 ₹
ماہنامہ
باغیچہ
لکھنؤ
اترپردیش اردو اکادمی، لکھنؤ
اترپردیش اردو اکادمی
उत्तर प्रदेश उर्दू अकादमी

# اتر پردیش اردو اکادمی کی مطبوعات

## بچوں کا ادب

| | | |
|---|---|---|
| اسرار کائنات | محمد اسحاق صدیقی | 24/= |
| انوکھی مچھلیاں | محمد اسحاق صدیقی | 19/= |
| بچوں سے باتیں | مسعود حسن رضوی ادیبؔ | 21/= |
| جھوٹ کے پیر | محمد اطہر مسعود خاں | 13/= |
| چنانچہ | اظہر افسر | 14/= |
| چینو خاں | محسن خاں | 7/= |
| دوستی کا جشن | محسن خاں | 9/= |
| روسی کہانیاں | حامد اللہ افسرؔ | 19/= |
| زمین کے بھید | محمد اسحاق صدیقی | 27/= |
| سرخ گلاب | بشیشر پردیپ | 7/= |
| سوتا جاگتا | نیر مسعود | 10/= |
| غار سے چھونپڑی تک | غلام حیدر | 68/= |
| کھلتی کلیاں | محمد اطہر مسعود خاں | 13/= |
| منسا رام کا گدھا | محسن خاں | 7/= |
| موم کا دل | ڈاکٹر محمد اطہر مسعود خاں | 45/= |
| معصوم وفادار | ایچ۔ایم۔یٰسین | 35/= |
| ہاتھیوں سے جنگ | وجاہت علی سندیلوی | 10/= |
| ہندی سے اُردو سیکھیے | نورالحسن ہاشمی | 25/= |

اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ

بچوں کا ماہنامہ

# باغیچہ

جلد چہارم : شمارہ (۴۔۶) اپریل تا جون ۲۰۲۲ء

نگراں : چودھری کیف الوریٰ (چیئرمین)

ایڈیٹر : ایس۔مناظر عادل حسن (سکریٹری)

زرِ سالانہ : ہندوستان: سو (۱۰۰) روپیہ

: دیگر ایشیائی ممالک: تین سو (۳۰۰)

: امریکہ، انگلینڈ، آسٹریلیا، جرمنی، فرانس

ساؤتھ افریقہ، فجی، وغیرہ۔

: تیس (۳۰) امریکن ڈالر

قیمت فی شمارہ : دس (۱۰) روپیہ

فون : (0522) 4022924

ای میل : bagheecha.urdu@gmail.com

upurduakademi3@gmail.com

ویب سائٹ : www.upurduakademi.in

خط و کتابت و ترسیل زر کا پتہ

**سکریٹری، اتر پردیش اردو اکادمی**

وبھوتی کھنڈ، گومتی نگر، لکھنؤ۔226010

ایس۔مناظر عادل حسن، سکریٹری، ایڈیٹر، پرنٹر و پبلشر نے عرش ایسوسی ایٹ، ۴ر خواجہ ٹاور، اکبری گیٹ، لکھنؤ سے چھپوا کر اکادمی کے دفتر گومتی نگر، لکھنؤ سے شائع کیا۔

## باغیچہ کی کیاریاں اور پھلواریاں


| | | |
|---|---|---|
| بادشاہ کا انعام | شارق اعجاز عباسی | ۳ |
| بچے کی دعا | عبدالحمید اطہر ندوی | ۵ |
| ٹیلی گرام | شیریں دلوی | ۹ |
| گمشدہ چاند | شاہ تاج خان | ۱۱ |
| حکمت | نصرت شمسی | ۱۷ |
| بیوقوف راجہ | ڈاکٹر بانو سرتاج | ۲۰ |
| ہمدردی | محمد سراج عظیم | ۲۳ |
| رمضان (نظم) | ڈاکٹر حنا شمائم | ۲۴ |
| جادوئی بستہ | طارق سیفی | ۲۵ |
| بچے کی تمنا (نظم) | کلیم رہبر | ۲۷ |
| ماں کی رضا | محمود اختر جلالپوری | ۲۸ |
| گرمی آئی (نظم) | ڈاکٹر محمد زاہد | ۳۰ |
| امیر خاں بحیثیت... | یسریٰ راحت | ۳۱ |
| اپنا رشتہ (نظم) | انصار احمد معروفی | ۳۲ |
| پولیس (نظم) | ڈاکٹر رضاء الرحمٰن عاکفؔ | ۳۳ |
| کڑی پتّا | حبیب سیفی | ۳۴ |
| میں ہندوستان... | ڈاکٹر عائشہ سمن | ۳۶ |
| پہیلیاں سلسلہ ۸ | شمیم اقبال خاں | ۳۸ |
| ناموں کی تلاش | شمیم اقبال خاں | ۴۰ |


❖❖❖

# باغباں کی بات

بچو! آج آپ کے ہاتھ میں باغیچہ پہنچ گیا۔خوشی تو محسوس کر رہے ہوگے۔ درمیان میں کسی وجہ سے آپ کا محبوب رسالہ آپ کو نہیں ملا۔اس بار آپ کی دلچسپی کے لحاظ سے بہت اچھی اچھی اور بہترین کہانیاں،خوبصورت نظمیں اور کئی معلوماتی مضامین باغیچہ میں شامل ہیں۔ساتھ ہی کچھ مخصوص کالم کے تحت سمجھ داری کا پیمانہ، انعامی پہیلیاں اور آپ میں سے کچھ بچوں کی بنائی ہوئی تصاویر بھی پیش کی گئی ہیں۔ مجھے پوری امید ہے کہ آپ لوگ موبائل چھوڑ کر باغیچہ میں چھپی تازہ کہانیاں، نظمیں اور اپنی پسند کی چیزیں ضرور پڑھیں گے۔ان کہانیوں اور مضمون سے جہاں آپ کو خوشی کا احساس ہوگا، وہیں کتابوں اور رسالے پڑھنے کی عادت بھی پڑے گی۔ کیونکہ کتابیں اور رسالے پڑھنے سے جہاں آپ کو کتابوں سے دوستی ہوگی وہیں بہت ساری باتیں جو آپ کو معلوم نہیں ہیں ان کا علم بھی ہوگا۔آپ میں کچھ لکھنے کا بھی جذبہ پیدا ہوگا۔

ان کا مطالعہ کرنے پر علم وشعور بیدار ہوگا۔ وہیں نئی نئی معلومات اور اپنی تہذیب اور کلچر کا بھی علم ہوگا۔اردو زبان کی مٹھاس بھی محسوس کریں گے۔ کیونکہ یہ زبان آپسی محبت، بھائی چارے میں اضافہ کرتی ہے۔ ہمارا ملک مختلف مذاہب اور مختلف رسم رواج کا ایک ایسا گہوارہ ہے جس کے ماحول میں ہم سماج میں مل جل کر ایک دوسرے کے تیوہاروں میں شرکت کرتے ہیں۔ وہ ہولی ہو یا دیوالی، عید ہو بقرید ہم سبھی لوگ ایک دوسرے گھروں میں جاتے ہیں اور خوب مستی کرتے ہیں۔ اور بہترین غذائیں اور پکوان کھاتے اور کھلاتے ہیں۔

جب ہم لوگ ایک دوسرے کے ساتھ زندگی گزاریں گے تو ہمیں اپنے دوستوں کے مذہب اور تیوہاروں کے بارے میں بھی معلومات حاصل ہوگی۔ ہم لوگ ایک دوسرے کے ساتھ محبت سے پیش آتے ہیں ظاہر ہے کہ جب ہم لوگ خوش رہیں گے، پڑھیں گے لکھیں گے تو ایک روز بڑے ہو کر اپنے ملک کے بہترین باشندے بن کر ملک کا نام روشن کریں گے۔

ایڈیٹر

شارق اعجاز عباسی
نئی دہلی -Mob.9968897546

# بادشاہ کا انعام

بہت پرانی بات ہے ایک ملک کا بادشاہ بہت دین دار، عادل اور سخی تھا۔ حکومت کے کام کاج کے ساتھ ساتھ اسے ہر وقت اپنی رعایا کی دینی اور دنیاوی کامیابی کی فکر رہتی تھی۔ اس کی خواہش تھی کہ ان میں دین کا جذبہ اور خلوص نیت آجائے۔ ان کا دھیان اس طرف راغب کرنے کے لیے وہ نئے نئے منصوبے بناتا اور لوگوں کو اپنے کردار بہتر اور دین کے مطابق بنانے کی طرف متوجہ کراتا۔

اکثر وہ کھیل کود کے مقابلہ، دینی محفلیں، ادبی اور دیگر پروگرام منعقد کراتا۔ ان مقابلوں میں کامیاب ہونے والوں کو وہ دل کھول کر انعام و اکرام سے نوازتا۔

کھیل کود کے میدان میں بھی بچوں کی حوصلہ افزائی اور کردار سازی کے لیے آئے دن کچھ نہ کچھ نئے اور دلچسپ انداز کے مقابلے کراتا رہتا۔

روٹی، کپڑا، تعلیم اور علاج معالجہ وغیرہ کی سہولتیں مفت فراہم کراتا۔ عدل وانصاف میں بھی دور دور تک اس کا کوئی ثانی نہ تھا۔ ان سب چیزوں سے اس کی رعایا بہت خوش تھی اور بادشاہ کی تعریف بھی کرتی تھی۔ یوں تو اس ملک میں ہر طرف خوش حالی نظر آتی تھی۔ مگر بادشاہ کی فکر کسی طور کم نہ ہوتی اور وہ اپنی قوم میں آپس کا میل جول، محبت ایک دوسرے کی فکر خلوص کا وہ جذبہ نہ پاتا تھا جو اسے مطلوب تھا۔

اس کی دلی خواہش تھی کہ اس کے ملک کا ہر ہر فرد دنیا اور آخرت دونوں میں کامیاب ہو جائے اور ایک سچا مسلمان بن کر زندگی گزارے۔

ایک شام کی دینی محفل کے اختتام کے

بعد واپسی کے راستہ پر بیچوں بیچ ایک بڑی سی چٹان رکھی تھی۔ جو بھی ادھر سے گزرتا اس سے بچ کر نکل جاتا اور بادشادہ کے ناقص انتظام پر ناراضگی کا اظہار کرتا چلا جاتا۔ چند مولوی حضرات نے اس چٹان کو ہلانے کے کوشش کی مگر وہ اتنی وزنی تھی کہ وہ کامیاب نہ ہوئے اور آگے بڑھ گئے۔

تبھی وہاں سے ایک بوڑھے کسان کا گزر ہوا۔ پہلے تو اس نے چٹان کو ہلانے کی کوشش کی مگر وہ اتنی بھاری تھی کہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔ کسان اِدھر اُدھر تلاش کرنے لگا اور کہیں سے ایک پیڑ کی مضبوط سی شاخ لے آیا اور چٹان کے نیچے لگا کر دھکیلنے کی کوشش کرنے لگا۔ اس سے چٹان ہلی تو مگر اپنی جگہ سے ہٹی نہیں۔

کسان کچھ دیر وہیں بیٹھ کر سوچنے لگا کہ آخر کیا کرے؟ تبھی اس کی نظر دور پڑے ایک پتھر پر پڑی اور وہ خوش ہوا اٹھا۔ پتھر کو چٹان کے پاس رکھا اور ڈنڈا پتھر کے اوپر سے گزار کر چٹّان کے نیچے پھنسا دیا اور لگا زور لگانے۔

''ارے یہ کیا؟ چٹّان تو کھسکنے لگی۔'' اس کی خوشی کا ٹھکانا نہ تھا۔ اُدھر ایک اور شخص دور چھپ کر یہ نظارہ دیکھ رہا تھا۔

کسان نے خوب زور لگایا اور دھیرے دھیرے چٹان کو سڑک کے کنارے تک پہنچانے میں کامیاب ہوگیا اور پھر ہاتھ اٹھا کر اللہ کا شکر ادا کرنے لگا۔ تبھی اس کی نظر چٹان کے نیچے گڈّھے میں سرخ قیمتی تھیلی پر پڑی۔ جب تھیلی کھول کر دیکھا تو وہ سونے کی اشرفیوں سے بھری تھی۔ وہ ایک لمحہ کو تو خوش ہوگیا پر تھیلی میں پڑے ایک کاغذ پر کچھ لکھا ہوا تھا۔ ان پڑھ کسان کچھ سمجھ نہ سکا۔ حیران و پریشان اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ اسے لگا یہ ضرور کسی کی امانت ہے اسے اُس تک پہنچانا چاہیے۔ تبھی وہ شخص پہاڑی کی اوٹ سے نکل آیا کسان اسے دیکھ کر چونک گیا پھر وہ کاغذ دکھا کر پوچھنے لگا ''بھائی اس پر کیا لکھا ہے؟''

وہ آدمی مسکرایا اور بولا، ''اس پر لکھا ہے بادشاہ کا انعام.....جو شخص اس چٹان کو ہٹائے اس کے لیے'' اور اس نے کسان کو گلے سے لگا کر کہا ''میں ہی اس ملک کا بادشاہ ہوں۔ اتنے لوگوں کے درمیان آج کی دینی محفل سے صرف تم نے ہی فائدہ حاصل کیا اور عمل میں بھی لائے۔ آج سے تم میرے دربار میں رہو گے!.....''

☆☆☆

ڈاکٹر عبدالحمید اطہر ندوی
بھٹکل، کرناٹک

# بچے کی دعا

ایک چھوٹے سے گاؤں میں حفصہ رہتی تھی، اس کے چار بچے تھے، اس کا گھر چھوٹا سا تھا، لیکن سلیقہ کا تھا.....

ایک مرتبہ وہ اپنے کمرے میں بیٹھی تھی، کچھ سوچ رہی تھی، سوچ یہ رہی تھی کہ بچوں کی تعلیم کا سال شروع ہونے والا ہے، اور اس کے پاس فیس کے پیسے نہیں ہیں، سوچ رہی تھی کہ چار بچوں کی فیس کیسے جمع کرے گی؟ اس کے بچے آگے کیسے پڑھ پائیں گے؟

وہ تو شہد بیچ کر گزارا کرتی تھی، جو تھوڑی سی آمدنی ہوتی، اس سے گھر کا خرچ چلاتی تھی، پھر کچھ بچتا نہیں تھا، بچانے کی بہت کوشش کرتی، لیکن اتنی کمائی ہی نہیں ہوتی کہ بچا پائے، وہ اسی سوچ میں گم تھی کہ اس کا چھوٹا بیٹا دوڑتے ہوئے آتا ہے جس کی عمر ابھی سات سال سے زیادہ نہیں ہے، اور وہ کہتا ہے:

''امی جان! میں نے آج اللہ میاں سے بہت دعا کی ہے، آپ پریشان نہ ہوں، اللہ میاں میری دعا ضرور قبول کریں گے، وہ کچھ نہ کچھ انتظام کردیں گے.....''

حفصہ یہ بات سن کر بہت خوش ہوتی ہے، لیکن اب بھی اس کا دل بہت پریشان ہے.....وہ اپنی پریشانی کسی سے بتا بھی نہیں سکتی ہے.....

رات میں اسے صحیح سے نیند بھی نہیں آتی ہے.....صبح اس کی طبیعت کچھ بوجھل بوجھل سی ہے.....پھر بھی اسے بازار جانا ہے، ورنہ گھر کے اخراجات کا سوال ہے.....

وہ اللہ کا نام لے کر نکلتی ہے اور بازار پہنچ جاتی ہے.....جیسے ہی بازار میں داخل ہوتی ہے نکڑ پر ہی ایک مال دار آدمی ملتا ہے اور اس سے پوچھتا ہے:

''محترمہ! آپ کیا بیچ رہی ہیں؟۔''

وہ کہتی ہے:''میرے پاس شہد ہے.....''

وہ شہد دکھانے کے لیے کہتا ہے.....جب وہ اپنا مٹکا اتارنے لگتی ہے تو تھوڑا سا شہد مال دار کے قیمتی کپڑوں پر گر جاتا ہے، جس کی وجہ سے وہ غصہ سے لال بگولا ہو جاتا ہے، اور تکبر سے کہتا ہے:

''تم نے میرے کپڑوں پر شہد گرا دیا..... میرے اتنے قیمتی کپڑوں کو خراب کر دیا.....اب تم مجھے ان کپڑوں کی قیمت دو، ورنہ میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا..... یہاں سے جانے نہیں دوں گا.....''

حفصہ گڑگڑاتی ہے اور معافی مانگتی ہے، لیکن اس مغرور پر کوئی اثر نہیں پڑتا.....

پھر حفصہ ڈرتے ہوئے پوچھتی ہے:

''آپ کے کپڑوں کی کتنی قیمت ہے؟''

وہ اکڑتے ہوئے کہتا ہے:

''بیس ہزار روپئے.....''

یہ سن کر حفصہ کے ہوش اڑ جاتے ہیں، پھر وہ معذرت کرنے لگتی ہے اور کہتی ہے:

''میرے پاس اتنی زیادہ رقم کہاں سے آئے گی؟! میں تو ایک غریب عورت ہوں.....میں تو اپنے بچوں کی فیس کے لیے پریشان ہوں.....''

لیکن اس پر حفصہ کی آہ وزاری کا بھی کوئی اثر نہیں پڑتا، وہ اپنی بات پر اڑ جاتا ہے، وہ اپنے کپڑوں کی قیمت وصول کرنے پر اصرار ہی کرتا رہتا

ہے.....

دور سے ایک نوجوان یہ ماجرا دیکھتا ہے اور دوڑا ہوا آتا ہے، اور حفصہ سے پوچھتا ہے:

''محترمہ! کیا بات ہے؟''

وہ پوری بات بتاتی ہے، وہ نوجوان بھی اس غریب عورت پر رحم کرنے کے لیے کہتا ہے، پھر بہت سے لوگ بھی جمع ہو جاتے ہیں، سب اس مال دار گھمنڈی سے درخواست کرتے ہیں، لیکن وہ کسی کی بھی نہیں سنتا ہے.....

پھر نوجوان اور مال دار میں تھوڑی دیر تو تو میں میں ہوتی ہے، آخر نوجوان اپنی جیب سے بیس ہزار روپئے نکالتا ہے اور اس کے حوالے کر دیتا ہے، وہ خوش ہو کر روپئے لے کر جانے لگتا ہے، ابھی وہ تھوڑی دور ہی جاتا ہے کہ نوجوان اسے آواز دیتا ہے اور کہتا ہے:

''اوہ جناب! آپ جا کہاں رہے ہیں؟ آپ نے تو اپنے کپڑوں کی قیمت لے لی ہے، لیکن کپڑے کہاں لے جا رہے ہو؟''

مال دار مڑتا ہے اور واپس نوجوان کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے:

''میں اپنے کپڑے کیسے دوں؟''

نوجوان ہنستے ہوئے کہتا ہے:

''کیوں؟ کیا تم نے کپڑوں کی قیمت نہیں لی ہے؟''

گھمنڈی کا گھمنڈ اتر جاتا ہے اور وہ اپنا لہجہ نرم کرتے ہوئے کہتا ہے:

''ہاں، یہ بات تو صحیح ہے.....''

نوجوان ہاتھ ہلاتے ہوئے کہتا ہے:

''تب اپنا کپڑا مجھے دو، میں نے اس کی قیمت ادا کر دی ہے.....''

''لیکن میں گھر کیسے جاؤں گا''؟

گھمنڈی جھنجھلاتے ہوئے کہتا ہے۔

نوجوان لاپرواہی سے کہتا ہے:

''اس کا مجھے پتا نہیں، مجھے یہ کپڑے

چاہیے.....''

مال دار متکبر مجبور ہو کر اپنی جیب سے بیس ہزار روپئے نکالتا ہے اور کہتا ہے:

''یہ تمہارے پیسے واپس لے لو اور مجھے جانے دو.....''

نوجوان کہتا ہے:

''میں نے تمہیں کپڑوں کی وہی قیمت دی ہے جو تم نے بتائی تھی.....اب یہ میرا کپڑا ہے، میں جو قیمت بتاؤں گا تمہیں دینا پڑے گی.....اب اس کی قیمت دوگنی ہے یعنی چالیس ہزار روپئے.....''

یہ سن کر مال دار کے ہوش اڑ جاتے ہیں، لیکن وہ کر بھی کیا کرسکتا ہے.....کپڑے اتار کر ننگا تو نہیں ہوسکتا، وہ مجبور ہو کر چالیس ہزار روپئے دیتا ہے اور کہتا ہے:

''مجھ سے بڑی غلطی ہوگئی، مجھے معاف کردو.....''

نوجوان چالیس ہزار حفصہ کے ہاتھوں میں تھما دیتا ہے اور کہتا ہے:

''محترمہ! یہ سب روپئے آپ کے ہیں.....''

پھر وہ اپنی گاڑی پر بٹھا کر اس غریب عورت کو گھر تک پہنچا دیتا ہے....گاڑی سے اترتے ہی چھوٹا بیٹا دوڑتے ہوئے آتا ہے.....حفصہ اسے نوجوان سے ملاتی ہے اور کہتی ہے:

''بیٹا! اللہ تعالیٰ نے تمہاری دعا سن لی ہے..... یہ دیکھو! ڈھیر سارے پیسے پہنچا دیے ہیں.....اللہ تعالی اس نوجوان کا بھلا کرے.....''

(بچو! اپنے اللہ میاں سے خوب مانگو، وہ خوب دیتا ہے، بس اپنے بندے کی طرف سے مانگنے کا انتظار کرتا ہے.....

اسی طرح بچو! غریبوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو، ان سے غلطی ہوجائے تو معاف کرو، اور ان کا ساتھ دو۔

☆☆☆

شیریں دلوی
ممبرا، تھانے

# ٹیلی گرام

کیا سوچا آپ نے؟ وہاٹس ایپ کی طرح موبائل ایپ؟

نہیں، نہیں، یہ وہ ٹیلی گرام نہیں، یہ تو وہ ٹیلی گرام ہے جسے عرف عام میں ''تار'' کہا جاتا تھا۔ آج کے بچوں کو علم ہی نہیں، ٹیلی گرام کا، وہ تو موبائل ایپ ٹیلی گرام سے واقف ہیں۔

ایک زمانہ تھا کہ جب کسی کی موت کی اطلاع دینی ہوتی، تو ٹیلی گرام کے ذریعے دی جاتی، انگریزی کے جتنے حروف ٹائپ کیے جاتے، اس کے مطابق کچھ پیسے یا روپے پوسٹ آفس میں ادا کیے جاتے۔ کچھ لوگ بچے کی پیدائش کی اطلاع بھی اسی کے ذریعے بھیجا کرتے تھے۔

یہ واقعہ اسی دَور کا ہے، جب موت کی اطلاع ٹیلی گرام کے ذریعے دی جاتی تھی۔ اس دور میں اگر گاؤں میں کسی کی شادی کی تاریخ طے ہو جائے، تو گاؤں والوں کے لیے ایک ماہ تک تفریح کا سامان میسر ہو جاتا اور ہفتہ بھر پورے گاؤں کی دعوت بھی۔

ایسی ہی ایک شادی کی تیاری چل رہی تھی۔ جس گھر میں شادی ہوتی اس گھر میں گاؤں کی تمام عورتیں دوپہر کے کھانے کے بعد جمع ہو جاتیں۔ خاص طور سے بن سنور کر جاتیں۔ ہاتھ بھر بھر کے چوڑیاں اور پیروں میں پازیب ضرور پہنتیں۔ کیونکہ جب وہ اوکھلی میں موسل سے مصالحے یا اناج کوٹتیں، تو چوڑیوں کی کھنک پیدا ہوتی، موسل کی دھمک، چوڑیوں کی کھنک جیسی موسیقی کے ساتھ لوک گیتوں کا لطف ہی کچھ اور ہوتا۔

شادی گھر میں موسل دھمک رہے تھے، چکیاں گھر گھرا رہی تھیں، پتھر کی سل پر بٹے گھسے جا رہے تھے، ان آوازوں کے ساتھ چوڑیوں کی

کھنک اور گھر میں چلتی پھرتی خواتین کے پازیب کی چھن چھن، سب مل کر لوک گیتوں کی موسیقی بن رہے تھے ایسے میں دو چار خواتین گھر میں داخل ہو گئیں اور وہاں موجود سرپنچ کی بیوی فریدہ کو اپنے ساتھ باہر لے آئیں، گھر میں اچانک خاموشی چھا گئی، موسل رک گئے، چکیاں رک گئیں، سل بٹے خاموش، چوڑیوں کی کھنک مدھم، پازیب سے کوئی شرارتی گھنگرو کہیں دور سے چھن چھن کرتا.....پھر شروع ہو گئیں سرگوشیاں.....

سرپنچ بیمار تھے اور گاؤں سے دور ممبئی علاج کروانے گئے تھے۔خواتین سرپنچ کی بیوی کو ان کے گھر لے گئیں اور پھر تمام خواتین باری باری ان سے لپٹ کر رونے لگیں۔ گاؤں میں سرپنچ کی موت کا کہرام مچ گیا۔

سرپنچ کی بیگم کی چوڑیاں توڑی گئیں، زیور اتارے گئے اور انہیں عدت میں بٹھایا گیا.....گھر اگربتی اور لوبان کے دھوئیں میں ڈوبا نظر آنے لگا.....شادی والے گھر میں بھی خاموشی چھا گئی.....

تیسرے دن مرحوم کے تیجے کا کھانا رکھا گیا۔ گاؤں والوں نے شادی کی خوشی کا کھانا کھانے کے وقت پر سرپنچ کے تیجے کا کھانا کھایا.....سب نے بہت افسوس کیا۔

اگلے روز پریل، ممبئی سے پانگاری گاؤں آنے والی اکلوتی ایس ٹی بس جب گاؤں کے اسٹینڈ پر آکر رکی، تو سب سے پہلے اترنے والے مسافر گاؤں کے سرپنچ تھے، کیونکہ وہ زندہ تھے۔ یہ دیکھ کر گاؤں والوں نے انہیں گلے لگایا، بلکہ کندھوں پر اٹھالیا اور ایک دولہے کی طرح ڈھول باجے کے ساتھ گھر لے آئے۔ عدت میں بیٹھی ہوئی بیوی.....ہکا بکا رہ گئیں۔گاؤں میں خوشی کا ماحول چھا گیا۔

سب سے پہلے سرپنچ نے دریافت کیا۔

''میری موت کی اطلاع کس طرح اور کسے ملی؟''

سب خاموش، ایک عورت نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

''تار آیا تھا۔''

سرپنچ نے مطالبہ کیا۔''کہاں ہے تار، مجھے دکھاؤ؟''

اب گھر بھر تار کی تلاش میں لگ گیا۔

تار نہیں ملا۔ یہ بات کس کے ذریعے پھیلی یہ پوچھتے پوچھتے پتہ چلا کہ سرپنچ کی دادی نے سب سے پہلے اپنی بھانجی سے کہا۔

''میں نے خواب دیکھا کہ تار آیا ہے جس میں شکور کی موت کی اطلاع دی گئی ہے۔''

☆☆☆

شاہ تاج خان
(پونے)-Mob.9225545354

# گُم شدہ چاند

**کردار**

نانی پھپھو۔اسکول میں پرنسپل (بچوں کے والد کی منہ بولی بہن اور والدہ کی خالہ۔جنہیں بچوں نے 'نانی پھپھو' کا لقب دیا ہے۔)

شیبا۔عمر ۱۳ سال

افضل عرف افّو بھائی۔عمر ۱۰ سال

فیصل۔عمر ۸ سال

**پردہ اٹھتا ہے**

## پہلا منظر

(حَبَس بھری گرمیوں کی ایک شام۔گرمی سے راحت کی تلاش میں بچے اپنی نانی پھپھو کے ساتھ گھر کی چھت پر پہنچ گئے ہیں۔چھت پر پانی کا چھڑکاؤ کرنے کے بعد افضل اور فیصل زمین پر لیٹے ہوئے ہیں۔نانی پھپھو کرسی پر بیٹھی ہیں۔ہاتھ کے پنکھے سے خود کو ہوا جھل رہی ہیں۔شیبا چھت کی منڈیر سے ٹیک لگا کر کھڑی ہے۔پورے علاقے میں بجلی نہیں ہے۔آسمان پر تارے ٹمٹما رہے ہیں۔افضل اور فیصل کسی سنجیدہ موضوع پر گفتگو کر رہے ہیں۔)

**فیصل**۔افّو بھائی! آج آسمان پر کتنے سارے تارے چمک رہے ہیں نا۔

**افضل**۔(سوچتے ہوئے) ہوں ں۔انہیں تاروں کی وجہ سے روشنی بھی ہو رہی ہے۔

**فیصل**۔(آسمان میں غور سے کچھ تلاش کرتے ہوئے) افّو بھائی! یہ چاند کہاں گیا؟ کہیں بھی نظر نہیں آ رہا ہے۔

**افضل**۔(سنجیدگی سے) ارے بدھو! چاند ہر روز نظر نہیں آتا۔

**فیصل**۔اچھا! جیسے ہمارے اسکول کی چھٹی ہوتی ہے ایسے ہی چاند کو بھی چھٹی ملتی ہے؟

**افضل**۔ہاں شاید۔چاند کا تو ایسا ہی ہے۔اُس کی مرضی۔کبھی باریک نظر آتا ہے تو کبھی آدھا، کبھی پورا گول اور کبھی پورا غائب۔

**فیصل**۔جی اَفّو بھائی! آپ صحیح کہہ رہے ہیں۔(کچھ سوچ کر) چاند پر زمین خریدنے والے اپنے پلان پر ہمیں غور کرنا چاہئے۔

**افضل**۔(اُٹھ کر بیٹھ جاتا ہے) کیوں؟ ہم اپنا پلان نہیں بدلیں گے۔

**فیصل**۔(بڑے بھائی کو سمجھاتے ہوئے) دیکھئے اَفّو بھائی! چاند جب روز روز چھوٹا بڑا ہوتا رہے گا تو ہم اُس کی زمین پر کیسے رہ پائیں گے؟ وہ کبھی اِدھر سے سُکڑتا ہے اور کبھی اُدھر سے۔کبھی تو پوری طرح غائب بھی ہو جاتا ہے۔جب باریک ہوگا تب بھی لٹکے رہ سکتے ہیں لیکن جب یہ غائب ہو جائے گا تو ہمارے پیروں کے نیچے زمین ہی نہیں ہوگی۔تب تو ہم گر جائیں گے نا۔نہیں بھائی میں نہیں جانے والا چاند پر۔آپ اکیلے ہی جا کر رہئے۔

**افضل**۔میں وہاں اکیلا نہیں جاؤں گا۔تم میرے چھوٹے بھائی ہو تمہیں میرے ساتھ چلنا ہی پڑے گا۔

**فیصل**۔اچھی زبردستی ہے۔میں نہیں آؤں گا۔(دونوں کے درمیان بحث ہونے لگتی ہے)

**شیبا**۔ارے تم دونوں پھر جھگڑا کرنے لگے۔تھوڑی دیر بھی ٹھیک سے نہیں رہ سکتے۔(دونوں کو ڈانٹتی ہے)

**فیصل**۔آپی! مجھے چاند پر زمین نہیں خریدنا۔نا ہی چاند پر جا کر رہنا ہے۔اَفّو بھائی! ضد کر رہے ہیں کہ مجھے اُن کے ساتھ چاند پر جانا پڑے گا۔مجھے نہیں جانا آپی۔(فیصل نے روتے ہوئے کہا)

**شیبا**۔(حیران ہوتی ہے) یہ چاند پر رہنے کا پلان کب بنا؟ (خوب ہنستی ہے)

(ہنسی کی آواز کے ساتھ ہی اسٹیج پر روشنی مدھم ہونا شروع ہوتی ہے۔اور پردہ گر جاتا ہے۔)

## دوسرا منظر

(پردہ اٹھتا ہے)

(شیبا اپنے دونوں بھائیوں کی منصوبہ بندی نانی پھپو کو بتا رہی ہے۔وہ دھیان سے بات سُن رہی ہیں۔دونوں بھائی بھی نانی پھپو کے پاس کھڑے ہیں۔نانی پھپو مسکراتی ہیں۔دونوں بچوں کو دعا

دیتی ہیں۔)

**نانی پھپو۔** شاباش! دونوں اپنے تخیل کی اُڑان کو کبھی نہ روکنا۔ جب سوچو گے تبھی تو کچھ نیا کرنے کا تہیہ کرو گے۔ چاند پر زمین خریدنے کا پلان کبھی نہ بدلنا۔

**فیصل۔** (برا سا منہ بناتا ہے) کیا نانی پھپو! آپ بھی اقّو بھائی کا ساتھ دے رہی ہیں۔ پہلے میں بھی چاند پر جا کر رہنا چاہتا تھا۔ لیکن آج اچانک میرے ذہن میں خیال آیا کہ جب چاند غائب ہو جائے گا تب تو ہم گر جائیں گے۔ آپ ہی بتایئے جب پیروں کے نیچے زمین نہیں ہوگی تو ہم گر جائیں گے نا۔

**نانی پھپو۔** نہیں بیٹا۔ آپ نہیں گریں گے۔ کیونکہ چاند کہیں جاتا ہی نہیں۔ (آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتی ہیں۔) وہ ہمیشہ وہاں اوپر موجود ہوتا ہے۔

**فیصل۔** تو پھر ہمیں نظر کیوں نہیں آتا؟ مجھے دکھایئے کہاں ہے چاند۔ (آسمان کی جانب دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔)

**نانی پھپو۔** (فیصل کو اپنی گود میں بٹھا کر سمجھاتی ہیں) چاند کے ہمیں نظر نہ آنے کے لیے سورج کی روشنی اور ہماری زمین ذمّہ دار ہے۔

**افضل۔** جی نانی پھپو! ہمارے سر نے بھی بتایا تھا کہ چاند کے پاس اپنی کوئی روشنی نہیں ہوتی۔ مگر مجھے یہ بات سمجھ نہیں آئی تھی۔ اگر میں سوال پوچھتا تو سب میرا مذاق اُڑاتے۔ آپ بتایئے نا کہ پھر چاند اتنا چمک دار کیسے نظر آتا ہے؟

**شیبا۔** (جھجکتے ہوئے) نانی پھپو! پڑھا میں نے بھی ہے لیکن بات مجھے بھی سمجھ نہیں آئی ہے۔

**نانی پھپو۔** اسے سمجھانے کے لئے مجھے مختلف سائز کی تین گیندوں اور ایک ٹارچ کی ضرورت ہوگی۔ (تبھی بجلی آجاتی ہے۔)

(اسٹیج پر روشنی مدھم ہونا شروع ہوتی ہے اور پردہ گر جاتا ہے۔)

پردہ اٹھتا ہے۔ دھیرے دھیرے روشنی بڑھتی ہے۔

## تیسرا منظر

(بچوں کا ایک کمرہ ہے۔ فٹ بال، باسکٹ بال اور کرکٹ بال اور ایک ٹارچ میز پر رکھی ہیں۔ میز کی ایک جانب نانی پھپو اور دوسری جانب تینوں بچے اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھے ہیں۔ نانی پھپو نے سب سے پہلے فٹ بال اور کچھ فاصلے پر باسکٹ بال اور کچھ دوری پر ایک ہی لائن میں کرکٹ بال کو رکھ دیا

ہے۔ بچے تجسس سے دیکھ رہے ہیں۔)

**نانی پھپو۔** یہ جو فٹ بال ہے یہ ہمارا سورج ہے۔ یہ باسکٹ بال ہماری زمین اور یہ فیصل کی کرکٹ بال ہمارا چاند ہے۔

**فیصل۔** نانی پھپو! میرے پاس تین فٹبال ہیں۔ یہ الگ الگ گیند لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیا میں دو فٹ بال لے کر آؤں؟ (اپنی جگہ سے اُٹھتا ہے۔)

**شیبا۔** بیٹھ جاؤ ہیرو! سورج، زمین اور چاند، تینوں کا سائز الگ ہے۔ کوئی چھوٹا ہے تو کوئی بڑا۔

**فیصل۔** اوہ اچھا! مجھے معلوم نہیں تھا نا! (اپنا سر کھجاتے ہوئے کہتا ہے)

**نانی پھپو۔** یہ جو چاند ہے یہ ہماری زمین کے گرد چکر لگاتا رہتا ہے۔ بالکل ایسے (کرکٹ بال کو باسکٹ بال کے گرد گھما کر دکھاتی ہیں)

**شیبا۔** نانی پھپھو! میری ٹیچر نے بتایا تھا کہ چاند کا مدار (Orbit) تقریباً بیضوی (Elliptical) ہے۔

**نانی پھپو۔** جی بیٹا! آپ نے درست کہا۔ اِس کے ہلکے سے جھکاؤ کے سبب ہی ہمیں الگ الگ سائز کا چاند نظر آتا ہے۔ جسے دیکھ کر میرا بچہ گھبرا گیا اور اُسے اپنے پروگرام پر نظر ثانی کرنے کی ضرورت پیش آئی۔

**افضل۔** نانی پھپو! کیا آپ میرے ساتھ چاند پر چلیں گی؟ میں ایسے ڈرپوک کو اپنے ساتھ لے کر نہیں جاؤں گا۔

**نانی پھپو۔** (مسکراتی ہیں) میں ضرور ساتھ چلوں گی۔ اور دیکھنا آج چاند کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے بعد فیصل کا ارادہ بھی پکا ہو جائے گا۔ اور وہ خود تمہارے ساتھ چاند پر جانے کی پلاننگ کرے گا۔

**فیصل۔** نانی پھپو! میں ڈرپوک نہیں ہوں۔ امی ہی تو کہتی ہیں کہ ہر کام سے پہلے اچھی طرح غور کرو۔

**نانی پھپو۔** آپ کی امی بالکل صحیح کہتی ہیں۔ اچھا چلئے میں گم شدہ چاند کے معمول کو سمجھانے کی کوشش کرتی ہوں۔ تاکہ چاند کی موجودگی کا میرے فیصل کو یقین آ جائے۔

**افضل۔** جی نانی پھپو!

**نانی پھپو۔** یہ تو ہم سبھی جانتے ہیں کہ زمین پر روشنی سورج اور چاند کی وجہ سے ہوتی ہے۔ دن میں سورج اور رات میں چاند۔ زمین کی طرح چاند بھی کسی قسم کی روشنی پیدا نہیں کر سکتا۔ سورج کی روشنی چاند پر پڑتی ہے اور پھر چاند سے ٹکرا کر منعکس (Reflect) ہوتی ہے۔ جس سے چاند ہمیں منور

نظر آتا ہے۔اب یہ دیکھئے۔(تینوں گیندوں کی طرف اشارہ کرتی ہیں) زمین کے گرد سفر کے دوران جب چاند، سورج کے عین سامنے آجاتا ہے تو ہم اسے بالکل نہیں دیکھ سکتے۔یعنی آپ کا یہ خوبصورت سا چاند۔سورج اور زمین کے بالکل درمیان میں ہوتا ہے۔جب روشنی منعکس ہی نہیں ہوگی تو ہماری آنکھیں چاند دیکھنے سے قاصر ہوتی ہیں۔چاند کی اِس حالت کو نیومون (New Moon) کہتے ہیں۔(نانی پھپو نے تینوں گیندوں کو ایک لائن میں لگایا اور ٹارچ کی روشنی سے بات کی مزید وضاحت کی)

**فیصل**۔اِس کا مطلب چاند وہاں آسمان میں ہمیشہ رہتا ہے لیکن سورج اور زمین کے درمیان پھنس کر اتنا پیارا چاند غائب ہوجاتا ہے۔تھینک گاڈ! میں تو پتہ نہیں کیا کیا سوچ رہا تھا۔اب مجھے اپنی ہی سوچ پر ہنسی آرہی ہے۔افّو بھائی! میں چاند پر آپ کے ساتھ چلوں گا۔

**نانی پھپو**۔بیٹا! کسی بھی بات کو بنا سوچے سمجھے قبول کرنا غلط ہوتا ہے۔لیکن غور وخوض کرنا اچھی عادت ہے۔اپنا مزاج بدلنے کی ضرورت نہیں ہے۔

**شیبا**۔نانی پھپو! یہ تو سمجھ آگیا کہ چاند کہیں نہیں جاتا۔لیکن یہ چھوٹا۔بڑا کیسے ہوتا ہے؟

**نانی پھپو**۔چاند اپنے مدار میں رہ کر زمین کے گرد چکر لگاتا رہتا ہے اور جس وقت اُس کا جتنا حصّہ سورج سے منور ہوتا ہے ہم صرف اُتنا ہی چاند دیکھ پاتے ہیں۔چاند نیومون سے یعنی غائب سے ظاہر ہونا شروع ہوتا ہے تو پہلے بہت باریک سا نظر آتا ہے۔کیا شیبا آپ کو معلوم ہے کہ جب چاند کا آدھے سے کم حصّہ روشن ہو تو اُسے کیا کہتے ہیں؟

**شیبا**۔ہلال (Crescent)۔مجھے یہ بھی یاد ہے کہ جب چاند کا آدھے سے زیادہ حصّہ روشن ہوتا ہے تو اُسے نیم بریں چاند (Gibbous Moon) کہتے ہیں۔

**افضل**۔ارے واہ! آپی آپ کو تو بہت کچھ معلوم ہے۔(خوش ہوتا ہے)

**نانی پھپو**۔جب چاند بڑھ رہا ہوتا ہے تو اُسے متزائد قمر (Waxing Moon) کہتے ہیں۔اور جب وہ گھٹ رہا ہوتا ہے تو اُسے محاق قمر (Waning Moon) کہتے ہیں۔

**افضل**۔نانی پھپو! یہ پورا چاند ہمیں کیسے نظر آتا ہے؟ کتنا اچھا ہوتا کہ ہم ہر رات پورا چاند

# بے وقوف راجہ

ڈاکٹر بانو سرتاج
یوت مال (مہاراشٹر) -Mob.9423418497

مورکھ نگری (بیوقوفوں کے شہر) کے زیادہ تر لوگ بے وقوف تھے وہ راجہ کو خوش کرنے کے لئے بے وقوفوں کا مظاہرہ کرتے تھے۔ راجہ بھی بے وقوف یعنی بے وقوفوں کا بے وقوف تھا۔ ان کی صحبت میں خوش رہتا... اس شہر کا شہرہ سن کر دوسری ریاستوں سے بھی بے وقوف آکر یہاں آباد ہونے لگے تھے۔

کاشی میں دھرم داس نام کا ایک پنڈت تھا۔ وہ بہت پڑھا لکھا تھا مگر اس کی پنڈتائی چلتی نہیں تھی اس لیے بڑی مشکل سے خاندان کے افراد کا خرچ اٹھاپاتا تھا۔

بے وقوف راجہ کی شہرت سن کر ایک روز وہ دربار میں جا پہنچا راجہ سے اپنا تعارف کرایا۔ راجہ بہت خوش ہوا پنڈت کا استقبال پھولوں اور شال سے کیا۔ اونچے مقام پر بٹھایا پھر کہا...

''پنڈت جی! ہمیں نصیحت کیجئے تاکہ ہم اچھے انسان بن سکیں۔''

دھرم داس نے کہا، ''ضرور ضرور۔ بتایئے آپ کس موضوع پر نصیحت سننا پسند کریں گے؟''

''موضوع یعنی کیا؟'' راجہ گڑبڑا گیا... ''نصیحت تو نصیحت ہوتی ہے۔''

دھرم داس نے کہا نصیحت اچھا انسان بننے کے لیے ہوتی ہے، برائی سے بچنے کے لیے ہوتی ہے، بڑوں کے لیے ہوتی ہے، بچوں کے لیے ہوتی ہے، عقل مندوں کے لیے ہوتی ہے۔ بے وقوفوں کے لیے ہوتی ہے، موقع کے

لحاظ سے ہوتی ہے ،آدمی کو دیکھ کر دی جاتی ہے...نصیحت ہر بات کونہیں کہتے ،نصیحت بڑی مشکل سے بات ہوتی ہے ۔موقع محل دیکھ کر مناسب وقت میں دی گئی نصیحت ہی اثر کرتی ہے۔''

بے وقوف راجہ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا...

کسی طرح خود کو سنبھال کر بولا،''آپ خود ہی سوچ کر ہمیں نصیحت کیجئے۔ہم قبول کرلیں گے۔''

دھرم داس کچھ بولنے کے لیے تیار ہوا ہی تھا کہ راج کمار زور زور سے روتا ہوا دربار میں داخل ہوا۔دربار میں کھلبلی مچ گئی۔راجہ گھبرا کر تخت سے اتر کر نیچے بیٹھ گیا راج کمار کو گلے سے لگا کر پوچھا،

''کیا ہوا ہمارے راج کمار کو...کیوں رو رہے ہو؟''

''کوئی ہمارے کان میں سوراخ کر رہا ہے۔''

راج کمار نے روتے ہوئے کہا۔

''ایں'' راجہ نے آنکھیں پھاڑ کر کر کہا،

''تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ سوراخ کر رہا ہے۔؟''

''ہمیں محسوس ہو رہا ہے۔وہ کان میں گھس چکا ہے؟''

''یہ ہمت اُس کی۔'' راجہ گرج کر بولا۔اُس نے تلوار کھینچی۔'' نام بتاؤ ہم ابھی اس کی گردن اڑا دیتے ہیں۔''

وزیروں درباریوں نے بھی تلواریں نکال لیں۔ راجہ اپنی تلوار ہوا میں گھمانے لگا،

''سامنے آئے وہ جس نے ہمارے راج کمار کے کان میں سوراخ کرنے کی گستاخی کی ہے۔''

''مہاراج کان کاٹ دیں...خود بخود باہر نکل آئے گا۔'' کان کاٹنے کی بارے میں سن کر راج کمار اور زور زور سے رونے لگا۔دھرم داس سے رہا نہ گیا۔ آگے بڑھ کر اس نے راج کمار کو گلے لگا کر پوچھا''راج کمار کیا آپ نے کسی کو کان میں گھستے دیکھا ہے؟''

''نہیں نہیں دیکھا۔بس کوئی کان میں کاٹ رہا ہے۔''

''کیسے کاٹ رہا ہے... بڑے بڑے دانتوں سے کاٹ رہا ہے یا لمبے لمبے ناخونوں سے نوچ رہا ہے...''

''نہیں...راج کمار رونا بھول کر جلدی سے بولا،''ایسا نہیں...چیونٹی جیسے کاٹتی ہے نا ویسے کاٹ رہا ہے؟''

''تو آپ یہ کیوں کہہ رہے کہ سوراخ کر رہا ہے۔''

دھرم داس نے پیار سے پوچھا اسے کاٹنا ہی ہوتا تو ہمارے جسم پر کہیں بھی کاٹتا۔ اُسے سوراخ کرنا تھا اس لئے وہ کان میں گھسا یا گھسی۔''

دھرم داس سمجھ گیا کہ بے وقوف راجہ کا گانٹھ کا پورا لڑکا ہے۔

''کان کاٹ دیا جائے۔ کان کاٹ دیا جائے...کان کاٹ دیا جائے...'' خوشامدی درباری چلائے،''راج کمار تکلیف سے بے حال ہو رہے ہیں۔''''خاموش رہیے۔'' دھرم داس نے سب کو روک دیا۔ پھر راجہ سے کہا۔

'' انہیں روکئے... کیڑا کان کے اندر ہے۔ کان کاٹنا علاج نہیں بے وقوفی ہے...آپ ایک کٹوری میں شکر اور دھاگا منگوایئے۔''

تین چار خادم فوراً دوڑ پڑے۔

دھاگا اور شکر آ گئی تو دھرم داس نے دھاگے کے ایک سرے کو تھوک سے گیلا کیا۔ اس پر شکر کے دو تین دانے چپکائے۔ راج کمار کو اپنے ساتھ کر اس کا سر اپنی گود میں رکھ لیا اور شکر والا سرا اس کے کان میں لٹکا دیا۔

راج کمار بھی بے چین تھا۔ دھرم راج اسے تسلی دیتا رہا۔ کچھ ہی دیر بعد راج کمار کا رونا بند ہو گیا۔ اب بھی مگر وہ سسک رہا تھا۔ دھرم داس نے آہستہ آہستہ دھاگا کھینچ لیا۔

بے وقوف راجہ نے بے صبری سے پوچھا...

''ہمارے راج کمار کے کان سے راکشس نکلا۔''

'' مہاراج کوئی راکشس...نظر آ رہا ہے آپ کو؟ کان کے اندر ایک چیونٹی گھس گئی تھی شکر کی خوشبو ملی تو دھاگے پر چڑھ کر اوپر نکل آئی۔ راج کمار کو آرام مل گیا۔''

راجہ نے دھرم داس کو خوب سارا انعام دیا اور اُس سے گزارش کی کہ وہ مستقل طور اسی شہر میں رہ جائے۔ مگر دھرم داس اچھی طرح جان گیا تھا کہ بے وقوفوں کے درمیان رہنا سب سے بڑی بے وقوفی ہے...

راتوں رات وہ خاموشی سے بے وقوفوں کا شہر چھوڑ کر اپنے شہر پہنچ گیا۔

محمد سراج عظیم
دہلی-Mob.9990661282

# ہمدردی

ابھی ابھی ٹرین پلیٹ فارم پر آ کر رکی تھی اور پلیٹ فارم پر ہلچل مچ گئی تھی چڑھنے اترنے والوں کی بھیڑ آوازیں لگاتے مختلف خوانچے والے ایک عجب منظر تھا ڈبہ میں کھڑکی کے پاس بیٹھا دس گیارہ سال کا راشد پلیٹ فارم پر مچی افراتفری کو خاموشی سے دیکھ رہا تھا تبھی ایک سات آٹھ سال کا ننگ دھڑنگ بچہ اس کی جانب بڑھا اور بہت مسکین صورت بنائے ہوئے اپنے ہاتھ کو نوالے کی شکل میں بنا کر منہ کے پاس دو تین بار لے گیا وہ سمجھ گیا وہ بھوکا ہے کھانے کے لئے کچھ مانگ رہا ہے۔

اس نے نظر دوڑائی دیکھا پالیتھین میں چپس، چاکلیٹ، فروٹی اور کیک تھے جو اس کے ماموں نے دئے تھے۔

ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ ٹرین چل دی اور وہ بچہ اس پر نظر رکھے آنکھوں میں التجا لئے اس کے ساتھ چلنے لگا ٹرین نے رفتار پکڑلی بچہ بھی امید بھری نگاہوں سے دیکھتا ہوا دوڑنے لگا وہ ننگے پیر تھا۔

راشد نے جلدی سے پیکٹ اٹھایا اور کھڑکی سے باہر پھینک دیا اس بچے نے خوشی سے پیکٹ اٹھایا اور پیلے دانتوں سے ہنستے ہوئے ہاتھ ہلایا راشد نے بھی کھڑکی سے پیچھے دیکھتے ہوئے مسکرا کر ہاتھ ہلایا۔

''ارے راشد یہ کیا کیا تم نے۔''

''ممی یاد ہے آپ نے انگریزی کی ایک کہانی سنائی تھی کہ ایک بچے کا جوتا پلیٹ فارم پر گر گیا تھا ایک غریب بچہ جو پلیٹ فارم پر ننگے پیر تھا جوتا اٹھا کر بچے کو دینے کے لئے ننگے پیر دوڑ رہا تھا اس لڑکے کے دل میں اسے ننگے پیر دیکھ کر ہمدردی

پیدا ہوئی اس نے اپنا دوسرا جوتا بھی اتار کر اس کی طرف پھینک دیا وہ جوتے پا کر بچہ خوش ہو گیا اور اس کی طرف شکریہ سے ہاتھ ہلا رہا تھا ممی مجھے وہی کہانی یاد آ گئی میں نے بھی اپنی چیزوں سے بھری تھیلی اس کی طرف پھینک دی ممی آپ نے دیکھا وہ بچہ کتنا خوش ہو گیا وہ بھی مجھے ہاتھ ہلا رہا تھا ممی میری بھی یہ کہانی کوئی اپنے بچوں کو سنائے گا اور اس میں بھی ہمدردی کے جذبات پیدا ہوں گے ہے نا ممی'' اور اس کی ماں لاجواب تھی۔

☆☆☆


اتر پردیش اردو اکادمی

بچوں کے مزاج و معیار کے لحاظ سے

ماہنامہ **باغیچہ**

پورے آب و تاب کے ساتھ شائع کر رہی ہے۔

اس کے فروغ اور توسیع کے لئے آپ کا تعاون درکار ہے۔

۱۔ آپ اپنی تخلیقات بھیج کر

۲۔ خود خریدار بن کر اور دوسروں کو ترغیب دے کر

۳۔ بچوں میں اردو رسائل پڑھنے کا ذوق بیدار کر کے اردو کی خدمت کر سکتے ہیں۔



ڈاکٹر حنا شمائم

بہار شریف، نالندہ-Mob.9331657626


# رمضان

آیا ہے پھر ماہِ رمضان
ہر ماہ کرتا ہے جس پر شان
روزہ رکھتے ہیں اس میں
تازہ ہو جاتا ہمارا ایمان
انتظار رہتا ہے روزوں کا
جوں جوں گزرتا ماہ شعبان
ہمیں گمراہی سے بچانے کو
قید کیا جاتا اس میں شیطان
فضیلت رمضان کی کیا بتاؤں
نازل ہوا اس میں عظیم قرآن
روزہ نماز سے جو کتراتے
وہ ہیں نا سمجھ اور نادان
اللہ نے دی شب قدر کی نعمت
دعا کرے اس میں ہر مسلمان
بغیر عبادت کے ہم شمائم
جیسے ہو کوئی ویران مکان

☆☆☆

طارق سیفی
نئی دہلی-Mob.7838038973

# جادوئی بستہ

کسی گاؤں میں ایک غریب آدمی کا گھر تھا۔ اس میں دو میاں بیوی رہتے تھے۔ ان کا ایک لڑکا تھا۔ اس کا نام صابر تھا۔ وہ اپنے نام کے جیسا ہی صبر کرنے والا تھا۔ اس کی ماں اسے ہمیشہ سمجھایا کرتی، ''بیٹا، ہمیشہ سچ بولا کرو، بڑوں کی عزت کیا کرو، حاجت روا ہونا اچھی بات ہے۔ تمہیں اللہ کامیاب کرے گا، دنیا میں سرخ رو ہوگے اور آخرت میں بھی انعام پاؤ گے۔ وہ اللہ کے نیک بندے ہوتے ہیں جو بھوکے کو کھانا کھلانا پسند کرتے ہیں۔''

ایک دن صابر اپنے دوست ارمان کے ساتھ اسکول جا رہا تھا۔ راستے میں ایک بوڑھا شخص ملا۔ وہ لاٹھی کے سہارے چل رہا تھا۔ اس نے ان دونوں سے کہا، 'بچو، کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کے لیے ہے؟... مجھے سخت بھوک لگی ہے۔'

صابر نے بستے میں رکھا لنچ باکس اس بوڑھے اجنبی کے ہاتھ میں دے دیا۔ اس میں ایک روٹی اور کچھ اچار تھا۔ بوڑھے نے ایک روٹی کھائی۔

صابر نے ارمان سے کہا، 'بھائی، ذرا پانی لا دے۔' مگر وہ اس کے لیے تھوڑی دور جا کر ہینڈ پمپ چلانے کے بجائے وہیں کھڑا رہا۔

صابر نے بوڑھے شخص کو پانی لا کر دیا۔ اس نے صابر کو ڈھیر ساری دعائیں دیں۔ جاتے وقت صابر کے ہاتھ میں اس نے ایک بستہ دیا۔ وہ اس سے بولا، 'بچہ یہ کوئی معمولی بستہ نہیں ہے، یہ ایک ایسا کرشمائی بستہ ہے جو تیری زندگی کی ضرورتوں

اور کامیابی کے سفر میں تیرا ساتھ دے گا۔...تو اس میں جو بھی سامان رکھے گا، وہ دوگنا ہو جائے گا۔' یہ کہتے وقت اس کی آواز ذرا تیز ہوگئی تھی۔ ارمان نے سن لی مگر وہ اس طرح صابر کے ساتھ چل پڑا جیسے اسے اس جادوئی بستے کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں۔

ایک مرتبہ صابر کو پنسل کی ضرورت پیش آئی۔ وہ چاہتا تھا کہ اس کی ماں اسے پیسہ دے، کیونکہ اس کی پنسل انتہائی چھوٹی ہو چکی تھی۔ بمشکل ہاتھ میں پکڑنے لائق بچی تھی۔ صابر نے پنسل بوڑھے شخص کے اسی بستے میں رکھ دی اور پلک جھپکتے ہی پنسل دوگنا بڑی ہوگئی۔ ایک مرتبہ اور اس نے ایسا ہی کیا۔ اب کیا تھا، پنسل کی وہی سائز ہوگئی تھی جس سائز کی بازار میں ملا کرتی تھی۔ کاپی بھر جاتی تو اس بستے کے جادو کی وجہ سے نئی کاپی اسے مل جاتی مگر صابر نے غریب ماں کی نصیحت پر عمل نہیں کیا ہوتا تو یہ جادوئی بستہ اسے کبھی نہیں ملتا۔

جادوئی بستے کے بارے میں ایک ارمان ہی جانتا تھا۔ اس کے علاوہ کوئی اور نہیں جانتا تھا مگر اس نے بستے کا جادو کبھی نہیں دیکھا تھا۔

وقت گزرتا گیا۔ ایک روز بستے کا جادو ارمان نے دیکھ لیا۔ بس اس کے دل میں لالچ آ گئی۔ اس نے صابر کے بستے کی خوبیوں کو آزمانے کی کوشش میں اسے پانے کی نیت کر لی۔ اس نے صابر سے نظریں بچا کر بستہ اس کے اسکول بیگ سے نکال لیا اور اسے لے کر اپنے گھر چلا گیا۔

ارمان کے پاس کچھ روپے تھے جو اس نے جمع کیے تھے، کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ اس کی شیخیوں سے دوسرے ساتھی بھی اس سے متاثر ہوں۔ وہ سنتا آیا تھا کہ جب کسی کے پاس زیادہ پیسہ ہوتا ہے تو اس کی سب عزت کرتے ہیں۔ اسی لالچ میں اس کے پاس جتنے بھی پیسہ تھے، اس بستے میں اس نے رکھ دیے اور کچھ دیر بعد اس میں سے پیسے نکالے تو جتنے تھے اتنے ہی نکلے۔ دوگنے نہیں ہوئے تھے۔ اس نے پھر کوشش کی مگر ناکام رہا۔ پھر کوشش کی اور ناکامی ہی ملی۔ ساری رات اس نے اسی کشمکش میں گزار دی کہ کرشمائی بستہ اس کے پیسے ڈبل کر دے۔

اسکول سے آنے کے بعد صابر نے جادوئی بستہ چیک نہیں کیا تھا، ورنہ وہ تلاش کرتا اور شاید وہ ارمان پر شبہ کرتا مگر اگلے دن ارمان اس کے گھر گیا اور چپکے سے اس نے بستہ اسکول بیگ میں رکھ دیا۔

ارمان اپنے گھر آ کر بھی یہی سوچتا رہا کہ آخر اس کے پیسے جادوئی بستہ نے ڈبل کیوں نہیں کیے؟

کچھ دنوں بعد اسکول جاتے ہوئے باتوں باتوں میں ارمان کے منہ سے نکل گیا، 'یار، وہ بوڑھے بابا کا جادوئی بستہ چیزیں ڈبل نہیں کرتا۔'

صابر یہ سن کر ہکا بکا رہ گیا۔ وہ حیرت سے ارمان کو دیکھنے لگا۔

ارمان نے خود ہی کہا، 'معاف کر دے۔... تجھے بتائے بغیر میں تیرا بستہ لے گیا تھا مگر اس نے پیسہ ڈبل نہیں کیا۔'

'یہ ضرورت کی چیزیں ڈبل کرتا ہے، لالچ کی چیز نہیں۔' صابر نے مسکرا کر کہا، 'بوڑھے بابا کی یہ بات تو نے نہیں سنی تھی، ورنہ لے نہیں جاتا۔'

ارمان جھینپ گیا۔

☆☆☆

تمنا ہے معلم بن کے بچوں کو پڑھاؤں گا
انھیں اچھا بناؤں گا انھیں سچا بناؤں گا

میں پابندی سے ہر دن وقت پر اسکول جاؤں گا
پڑھائی کے لکھائی کے نئے جذبے جگاؤں گا

محبت اور شفقت کے سدا رشتے نبھاؤں گا
خوش اخلاقی سے سب کے ساتھ ہر دم پیش آؤں گا

کڑی محنت کروں گا میں ہنر اپنا دکھاؤں گا
زمیں کے ان ستاروں کو چمک جانا سکھاؤں گا

خدا توفیق دے مجھ کو صحیح روزی کماؤں گا
میں دنیا آخرت دونوں کو ہی بہتر بناؤں گا

میں ایسے فرض کو ایمانداری سے نبھاؤں گا
کہ رہبر بن کے میں سب کو صحیح رستہ دکھاؤں گا

☆☆☆

محمود اختر جلال پوری
جلال پور، امبیڈکر نگر (یوپی) -Mob.9506316688

# ماں کی رضا

پیارے بچو! رضائے الٰہی ماں کی رضا میں ہے۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم قرآن پاک میں بھی لکھا ہوا ہے۔ قرآن کی ایک آیت میں توحید کے حکم کے ساتھ یہ حکم دیا گیا ہے جس سے والدین کے حقوق کی اہمیت واضح ہوتی ہے اور حسن سلوک کا مطلب یہ ہے کہ ان پر حسب ضرورت مال بھی خرچ کرو۔ ضرورت کے موافق ان کی جسمانی خدمت کرو۔ ان کے ساتھ گفتگو میں سخت آواز سے یا بہت زور سے مت بولو جس سے ان کی بے ادبی ہو۔ کوئی ایسا کلمہ نہ کہو جس سے ان کی دل شکنی ہو۔ ان کے دوستوں اور رشتہ داروں سے بھی ایسا سلوک نہ کرو جس سے والدین کی دل آزاری ہو۔ بلکہ ان کو آرام پہنچانے اور خوش کرنے کے لئے جو صورتیں اختیار کرنی پڑیں، وہ کریں۔ کیوں نہ وہ ہمارے لئے اللہ کی محبت اور رحمت کا ذریعہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے باپ میں شفقت رکھ دی، ماں میں محبت رکھ دی۔ اسی لئے ماں کی گود سے بہتر بچے کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ بچے کی عمر خواہ کتنی ہی کیوں نہ ہو، ماں کے لئے وہ بچہ ہی ہوتا ہے خواہ وہ چالیس برس کا ہو۔ اگر ستّر سال کا آدمی بھی ماں کی گود میں بیٹھ جائے تو ماں اسے بچہ ہی کہے گی۔ ماں بچوں کے لئے مصیبت کے وقت ڈھال ہوتی ہے۔

ایک سچا واقعہ ہے کہ کسی گاؤں میں ایک ماں باپ تھے جن کو اللہ نے ایک بیٹا عطا فرمایا تھا وہ کافی ذہین اور لائق تھا۔ بڑا ہو کر انجینیر بن

گیا۔شہر میں ایس ڈی او کی نوکری ملی ۔ایک معزز اورشہر کے اعلیٰ خاندان کی لڑکی سے ماں باپ کی مرضی کے مطابق شادی ہوگئی۔ بیوی کچھ دن گاؤں میں رہی پھر وہاں رہنے سے انکار کردیا۔لڑکا شریف تھاماں باپ سے اجازت مانگی،اس کوشہر لے جانے کی،تو وہ بولے کہ ہم یہاں گاؤں میں سادہ زندگی سے خوش ہیں۔تم شہر چلے جاؤ مگر کبھی کبھی آتے رہنا۔اس نے کہا اچھا۔اب لڑکا کبھی کبھی ماں باپ سے ملنے کے لئے آجاتا تھا مگر کبھی کبھی واپس لوٹنے میں دیر ہو جاتی تھی بیوی نے جھگڑا کرنا شروع کر دیا۔یہ شرافت میں درگزر کردیتا۔

اللہ کی شان دیکھئے کہ اسی دوران سعودی عرب میں انجینئرنگ کے شعبہ میں اس کی نوکری لگ گئی ۔والدین کی اجازت سے وہ وہاں چلا گیااورمکہ مکرمہ میں تیرہ سال رہاشروع میں تو ماں باپ کوخرچ دیتا رہا بعد میں یہ سلسلہ بھی ختم ہو گیا۔اس وقت ٹیلی فون بھی کم ہوتے تھےتو حج و عمرہ سے آنے جانے والوں کے ہاتھ ایک دوسرے کے پیغام دے دیتے تھے۔اس نوجوان نے وہاں رہتے ہوئے تیرہ حج کئے ۔ایک بار تیرہویں حج پر جب یہ بیت اللہ کے سامنے کھڑا تھاتو یہ مطاف میں رورہا تھا۔ایک اللہ والے نے اس نوجوان کو دیکھا تو پوچھا کیوں رو رہے ہو؟ کہنے لگا میں اس لئے رورہا ہوں کہ میں نے تیرہ حج کئے ۔جب بھی حج کرتا ہوں ہر بارخواب دیکھا کرتا ہوں ۔تین دن کے اندر اندر ایک شخص کہتا ہے کہ تمہارا حج قبول نہیں ہوا۔تیرہ مرتبہ یہ خواب دیکھتا رہا۔ان بزرگ نے اسے والدین کا خیال یاددلایا اور اُسے یاد آیا کہ میرے والدین بھی ہیں اور میں یہاں انھیں بھول چکا ہوں۔ وہ فوراً ویزا بنوا کر وطن آیا راستے میں اپنے گاؤں آتے وقت کسی سے احوال پوچھا تو پتہ چلا کہ والد کا انتقال ہوگیااوروالدہ کوفالج ہوگیاہے۔یہ پورے راستے سوچتا رہا اب ماں باپ سے معافی کیسے مانگوں گا۔تیرہ سال بعد آیا ہوں وہ تو مجھے واپس کر

دیں گے۔ کیوں کہ اب تو والد بھی نہیں رہے وہ انھیں خیالوں میں گھر پہنچا تو دیکھا ماں ہڈیوں کے ڈھانچے کی شکل میں بستر پر پڑی ہے۔ بینائی بھی جا چکی ہے اور ہاتھ پھیلائے کچھ کہتی ہے۔ وہ بغیر کچھ بولے قریب آیا تو سنا کہ وہ دعا مانگتی ہے کہ اے اللہ! خاوند بھی دنیا سے چلا گیا۔ میرے بیٹے کو خیریت سے واپس کر دے۔ اسے یہاں پہنچا دینا کہ جب میری موت آئے تو مجھے قبر میں اتارنے والا محرم موجود ہو۔ بچہ سوچ رہا تھا کہ ماں مجھ سے بات نہیں کرے گی اور ماں کا حال یہ ہے۔

ان واقعات کی روشنی میں ہمارے سامنے ماں کی عظمت و اہمیت واضح ہوتی ہے لہٰذا ہم اپنی ماں کو راضی رکھنے کے لئے جو قربانی دینی پڑے اس سے گریز نہ کریں۔ کیونکہ صرف یہی ایک ذریعہ ہمارے لئے دنیا و آخرت کی فلاح و کامیابی کا ہے۔

☆☆☆

ڈاکٹر محمد زاہد
گارڈن ریچ کولکاتا-Mob.8697194075

## گرمی آئی

گرمی آئی گرمی آئی
دیکھو سب کی شامت لائی
سورج نے لی اک انگڑائی
اپنی صورت بھی چمکائی

گھر سے باہر جانا مشکل
ہے گھر میں بھی رہنا مشکل
دفتر تک اب جائیں کیسے
دفتر سے ہے آنا مشکل

رکشا، آٹو ملتے کم ہیں
دانش گاہیں کالج بند ہیں
بازاروں کی رونق غائب
بنیا کہتا گاہک چند ہیں

لو کا پھیرا ایسا لگتا
گم کر دے منزل کا رستہ
لسّی والے، شربت والے
سب کو کہتے، لو جی سستا

بچو تم نہ باہر جانا
اپنے دل کو یوں بہلانا
کھانا پینا سب مل جل کر
پڑھنا لکھنا پھر سو جانا

یسریٰ راحت
بھوپال (مدھیہ پردیش) Mob.9752167137

# امیر خاں بحیثیت ایک جانباز سپاہی

بچو! آج ہم راجستھان کے ٹونک ضلع کے نواب امیر خاں کے بارے میں آپ کو کچھ معلومات فراہم کریں گے۔ نواب امیر خاں بانی ریاست ٹونک کے ایک بہادر اور جانباز سپاہی تھے۔ وہ ایک حکمراں کی حیثیت سے بھی جانے جاتے ہیں۔ بطور حکمراں انھوں نے کئی کارنامے انجام دئے۔ ۱۸۱۸ء میں ٹونک میں سکونت اختیار کرنے کے بعد آپ نے بحیثیت فرماں روا اپنی زندگی کا آغاز کیا۔ اب ان پر یہ لازم ہوگیا کہ وہ اپنی رعایا کی فلاح و بہبود کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیں۔ انھوں نے سابقہ حکمرانوں کے طریقۂ کار کو جوانھیں ورثہ میں ملا تھا جاری رکھا۔

ادبی نقطۂ نظر سے امیر خاں کے دَور میں صرف ایک قابل ذکر کارنامہ ''امیر نامہ'' وجود میں آیا جو منشی بساول لال شاداںؔ کا تصنیف کردہ تھا۔ اس کا بیانیہ انداز مرصع اور رنگین ہے۔ امیر خاں نے بہت سے کاتبوں کو اس کی نقل کرنے پر مامور کیا تھا۔

امیر خاں نے جب نئے ٹونک کو آباد کیا تو شہر کی آبادی تیزی سے بڑھنا شروع ہوگئی۔ لہٰذا تین نئے محلے اور بازار بنوائے گئے۔ محلّہ امیر گنج، شاگرد پیشہ اور وزیر گنج کی بنیاد رکھی گئی۔

بنیادی طور پر امیر خاں ایک فوجی جانباز سپاہی تھے جن کا مقصد تخت و تاج حاصل کرنا تھا۔ وہ ایک منظّم اور مسلح فوج کے ساتھ حرکت میں

رہتے تھے۔

وہ ایک اچھے جنرل تھے۔ایک شفیق باپ کا دل بھی ان کے اندر موجود تھا۔ان کے انتقال کے وقت ۱۱ بیٹے اور ۹ بیٹیاں تھیں۔انھوں نے اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کے مکمل انتظامات کئے تھے تا کہ وہ حکمرانی کے اہل ہوسکیں۔

آخر میں یہ کہنا درست ہوگا کہ وہ صحیح معنوں میں ریاست ٹونک کے بانی کہلانے کے قابل ہیں۔جس طرح انھوں نے اپنے کارناموں سے ریاست ٹونک کا نام بلند کیا،اس لحاظ سے ان کی خدمات کو بھلایا نہیں جاسکتا۔تاریخ میں وہ آج بھی اپنے کارناموں اور خدمات کی وجہ سے زندہ ہیں اور زندہ رہیں گے۔

آج بچوں نے جانا کہ نواب امیر خاں کون تھے، کیوں وہ بانیٔ ریاست ٹونک کہلائے اور ان کی حکمرانہ صلاحیت سے کیسے ٹونک ریاست پھولی پھلی۔

☆☆☆

انصار احمد معروفی
مئو(یوپی)Mob.8853214848

# اپنا رشتہ

میری پیاری پیاری ماں
سب سے اچھی میری ماں
امی کی اک امی ہیں
میری نانی لگتی ہیں
میرے اچھے ابو ہیں
بولتے میٹھی اردو ہیں
ابو کے اک ابا ہیں
بوڑھے میرے دادا ہیں
ابو کی جو امی ہیں
وہی تو میری دادی ہیں
امی کے بھی ابا ہیں
کہتے ان کو نانا ہیں

ڈاکٹر عائشہ سمن

# میں ہندوستان کی بیٹی ہوں

میں ہندوستان کی بیٹی ہوں
میں ہندوستان میں رہتی ہوں
یہاں چاروں اور ہے ہریالی یہاں پھول کھلے ڈالی ڈالی
یہاں دھان پکے بالی بالی یہاں ہر جانب ہے خوشحالی
میں اس جنت میں رہتی ہوں
میں ہندوستان کی بیٹی ہوں
میں ہندوستان میں رہتی ہوں
مری آن ہے میری شان ہے یہ ہندو مسلم کی جان ہے یہ
ہر اک دل کا ارمان ہے یہ تہذیب کی اک پہچان ہے یہ
میں فخر سے کہتی رہتی ہوں
میں ہندوستان کی بیٹی ہوں
میں ہندوستان میں رہتی ہوں

کیا جانے کس کی لگی نظر　　نہیں باقی اب آہوں میں اثر
کیوں خالی ہیں اب شاخ شجر　　کیا جانے کہاں رہ گئی کسر

کیا ہو گا سوچتی رہتی ہوں
میں ہندوستان کی بیٹی ہوں
میں ہندوستان میں رہتی ہوں

اب زندہ یہاں انساں کٹتے　　مانوتا سے مانو ہٹتے
کھائی کو لاشوں سے پٹتے　　نہ دیکھ سکوں تجھ کو بٹتے

میں جیتی مرتی رہتی ہوں
میں ہندوستان کی بیٹی ہوں
میں ہندوستان میں رہتی ہوں

ہر دل میں پریم کا دیپ جلا　　مرے دل سے نکلے یہی دعا
گوتم اور چشتی کے بن میں　　رب رکھے ہم کو ایک سدا

خوشحالی مانگتی رہتی ہوں
میں ہندوستان کی بیٹی ہوں
میں ہندوستان میں رہتی ہوں

شمیم اقبال خاں، لکھنؤ

# پہیلیاں سلسلہ نمبر۔۸

بچوں کی نشو ونما میں پہیلیوں کا بہت اہم رول ہوسکتا ہے۔ دماغی ورزش کے لیے پہیلیاں بوجھنا ہر عمر کے لوگوں کے لیے بھی بہت مفید عمل ہے۔ موبائل اور انٹرنیٹ نے انسان کو اتنا مصروف کر رکھا ہے کہ ان کو اپنی یا اپنے بچوں کی اُلجھنیں سلجھانے کا موقع ہی نہیں ہے کہ کسی مسئلہ کا حل اپنا دماغ لگا کر تلاش کریں اسی لیے انسان ذہنی طور پر کمزور اور پچھڑتا جا رہا ہے۔ دماغی کسرت کے لیے پہیلیاں مددگار رہوں گی۔ اسی غرض سے ذیل میں پہیلیاں دی جا رہی ہیں۔

۱۔ وہ کیا چیز ہے جو آپ ناشتے میں نہیں کھا سکتے؟

۲۔ وہ کون سا لفظ ہے جو ہوتا 'کچھ' ہے اور لکھا 'کچھ' جاتا ہے۔

۳۔ کس کے ذریعہ ہم دیوار کی دوسری طرف دیکھ سکتے ہیں؟

۴۔ ایک دائرے کی کتنی سائڈز یا سمت ہوتی ہیں؟

۵۔ وہ کون سی چیز ہے جو ہفتے میں ۴ بار، مہینے میں پانچ بار اور سال میں صرف تین بار آتا ہے؟

۶۔ وہ کیا چیز ہے جو بنا پروں کے اڑتا ہے اور بنا آنکھ کے روتا ہے؟

۷۔ چار ٹانگوں والا وہ کون ہے جو چل نہیں سکتا؟

۸۔ وہ کیا چیز ہے جس کے پیٹ میں انگلی اور سر پر پتھر ہوتا ہے؟

۹۔ وہ کون سا پتہ ہے جو کسی کو پتہ ہو یا نہ ہو مگر آپ کو پتہ ہوتا ہے؟

۱۰۔ کس چیز کے کاٹنے پر ہم تالیاں بجاتے ہیں؟

## راستہ تلاش کیجیے

مغرب کی نماز کا وقت ہوگیا ہے اور احمد کو مسجد کا راستہ نہیں مل رہا ہے،
مسجد کا راستہ تلاش کرنے میں احمد کی مدد کیجیے۔

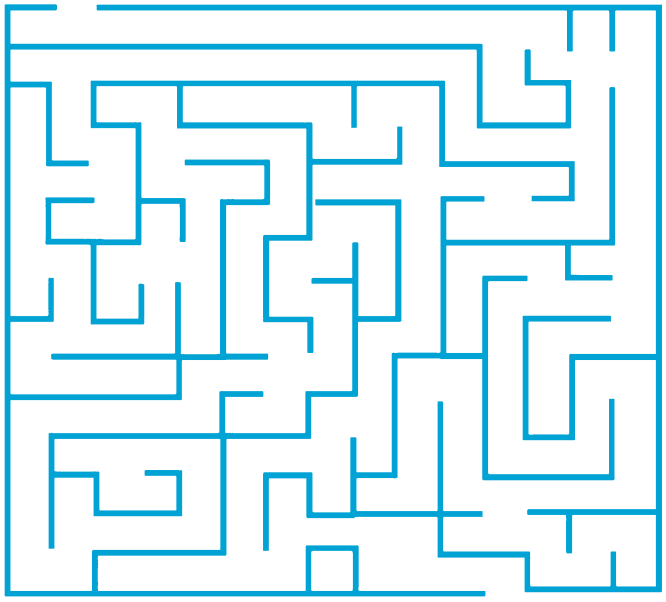

کوپن - - - - - ✂ - - - - - کوپن - - - - - ✂ - - - - - کوپن - - - - - ✂ - - - - - کوپن

مکمل نام ..... عمر .....

مکمل پتہ .....

..... پن کوڈ .....

اُستاد کے دستخط ..... پن کوڈ ..... موبائل نمبر .....

**جوابات:** پہیلیاں

(۱) ..... (۲) ..... (۳) ..... (۴) ..... (۵) .....

(۶) ..... (۷) ..... (۸) ..... (۹) ..... (۱۰) .....

کوپن - - - - - ✂ - - - - - کوپن - - - - - ✂ - - - - - کوپن - - - - - ✂ - - - - - کوپن

شمیم اقبال خاں
موبائل: 9506953183

# ناموں کی تلاش سلسلہ نمبر۔ ۸

| | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ج | ھ | و | ل | ی | ک | ن | ا | ک | گ |
| ے | ت | ر | و | ڈ | ھ | ا | ن | چ | ا |
| ج | ک | ہ | ی | ل | ت | ے | ت | ر | ع |
| گ | ل | ف | گ | ت | ھ | د | س | ا | و |
| ق | ا | ن | گ | ف | ی | ج | ک | ل | م |
| ن | ی | ب | ا | پ | ل | ک | ی | ں | ٹ |
| ط | ل | ب | ی | خ | ی | چ | ح | خ | ت |
| ع | گ | ر | ج | ا | ن | گ | ہ | ذ | ن |
| ن | ن | ک | ک | ن | د | ھ | ا | چ | ا |
| ع | ا | ے | ی | ے | م | ن | ب | ط | ک |

**ہدایات:** دیئے گئے چوخانوں میں دس انسانی جسم کے حصوں کے نام پوشیدہ کئے گئے ہیں۔آپ کو اوپر سے نیچے، دائیں سے بائیں اور اوپر سے ترچھے خانوں میں ایسے حروف کی نشاندہی کرنا ہے جن کو آپس میں جوڑنے پر جسم کے حصہ کا نام بن جاتا ہے۔ اک حرف دو ناموں میں مشترک ہوسکتا ہے۔ ناموں کو نیچے دیئے گئے کوپن میں صاف خوشخط بھر کر روانہ کریں۔ ۱۵/جولائی ۲۰۲۲ء تک بذریعہ ڈاک یا دستی وصول ہوئے صحیح حلوں میں قرعہ اندازی کے ذریعہ تین خوش نصیب افراد کو پانچ عدد ''باغیچہ'' کی کاپیاں ڈاک سے روانہ کی جائیں گی۔آپ کوپن کو اپنی تحریر میں بھریں گے۔کسی دوسرے سے کوپن کے اندراج کی صورت میں آپ انعام کے مستحق نہ ہوں گے۔صحیح حل تیسرے ماہ کے شمارہ میں پیش کیا جائے گا اور اسی میں انعامات پانے والوں کے نام و پتہ دیئے جائیں گے۔اس مقابلہ کے شرکاء کی عمر بیس برس سے کم ہونی چاہئے۔ نیچے دیا گیا کوپن اپنے کسی استاد کی موجودگی میں بھر کر اُن سے تصدیق کرائیں یعنی اُن سے دستخط کرائیں۔

- - - کوپن - - - - - - - - - - کوپن - - - - - - - - - - کوپن - - - - - - - - - - کوپن - -

مکمل نام ..... عمر .....

مکمل پتہ .....

..... پن کوڈ ..... موبائل نمبر .....

اُستاد کے دستخط ..... موبائل نمبر .....

**جوابات:** ناموں کی تلاش سلسلہ (۴)

(۱) ..... (۲) ..... (۳) ..... (۴) ..... (۵) ..... (۶) .....

(۷) ..... (۸) ..... (۹) ..... (۱۰) ..... (۱۱) ..... (۱۲) .....

# یہ تصویر میں نے بنائی

انایا، لکھنؤ درجہ: دوم

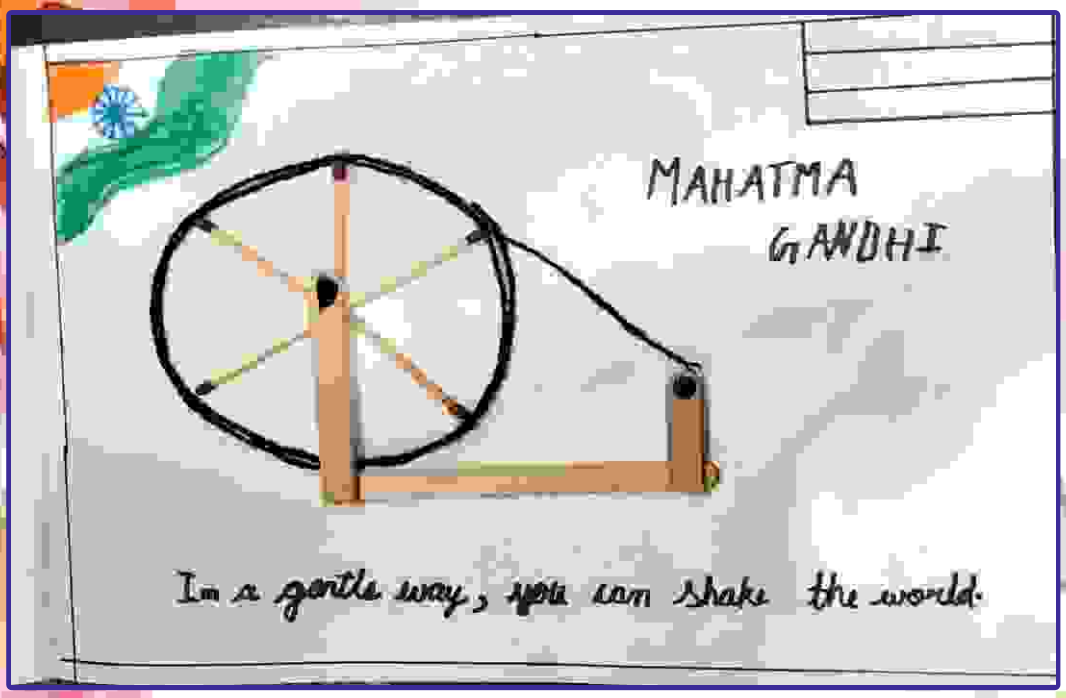


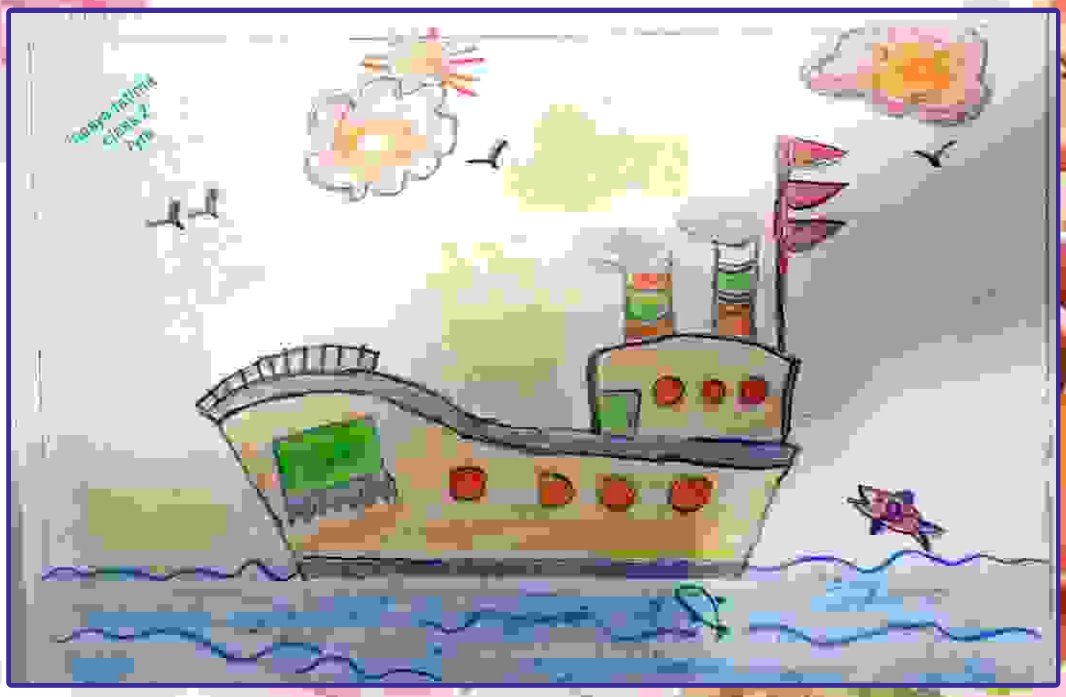

उ0प्र0 उर्दू, अकादमी, ''बाग़ीचा'', मासिक R.No. LKOURD/- یوپی اردو اکادمی، ماہنامہ ''باغیچہ''

"BAGHEECHA", Monthly Magazine for Children, Vol. 4, Issue 04-06, April - June 2022
U.P. Urdu Akademi, Vibhuti Khand, Gomti Nagar, Lucknow-226 010

# بچوں کا ادب